تو یہ حق ہے

اشاعت نمبر 02

مروّجہ

چھ کلموں کا ثبوت

تحریر و تحقیق

محقق و محدث

ابو اسامہ

ظفر القادری بکھروی حفظہ اللہ

خطیب جامع مسجد الفاروق F-20، واہ کینٹ



التحقیقات الاسلامیہ فاؤنڈیشن

مروجہ چھ کلموں کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مروجہ چھ کلموں کا بیان الحمد للہ رب العالمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ سیّد المرسلین: اَمابعد! قارئین کرام اس مضمون کے لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ آج بدمذہبی عروج پر ہے اوراس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بدمذہبوں نے ہر چیز کو بدعت قرار دینے کی مہم کو تیز کر دیا ہے اوراس بدعت کی آڑ میں ان لوگوں نے اسلام کو بہت نقصان پہنچایا ہے اورعوام وخواص کے ذہنوں کو منتشر کیا ہے یہ ایک بیرونی یہود ونصارا کی سازش کا نتیجہ ہے بڑے افسوس کی بات ہے کہ ان لوگوں نے مسلمانوں کے اجماعی کاموں کو بدعت تو بنایا ہی تھا لیکن ان لوگوں نے اسلام کے بنیادی رکن کلمہ طیبہ کو بھی بدعت قرار دے دیا، غیر مقلدین تو صرف باقی پانچ کلموں کو بدعت کہتے تھے انھی ہی کی ایک قسم نے پہلا کلمہ

طیب کو بھی بدعت قرار دیا ہے جیسا کہ مفتی اعظم سعودی عرب ابن باز
''فتاوٰی ابن باز جلد دوئم'' میں ایک سوال کہ ایک آدمی کلمہ طیبہ کا ذکر
کرتا ہے تو یہ کیسا ہے اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ یہ بدعت ہے
کیونکہ پورا کلمہ'' لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' قرآن وسنت میں ثابت
نہیں اور'' لا الہ الا اللہ'' اتنا ثابت ہے لہٰذا اتنا ہی ذکر کرنا چاہیے۔ یہ
حال ہے مفتی اعظم سعودی عرب کا، جب ایسے لوگ دین کے ٹھیکیدار
بن جائیں تو دین کا بیڑا غرق ہی ہوگا اور لوگوں کے دلوں میں اسلام
کی محبت کم ہی ہوگی اور یہ دین کی خدمت نہیں بلکہ دین کی بربادی ہے
اور یہی کام غیر مقلدین جن کے تقریباً ۲۱ گروہ ہیں کر رہے ہیں اور
سعودی مفتیان تو یہ کام بڑے اعلیٰ پیمانے پر سرانجام دے رہے ہیں
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اہل سنت وجماعت کے عقائد و
مسائل پر قائم رہنے کی توفیق عطاء فرمائے (آمین) بدعت کا

بیا نچونکہ بدمذہبوں کا سب سے بڑا ہتھیار شرک و بدعت ہے لہٰذا آج اس مضمون میں ان میں ایک یعنی بدعت کے بارے میں اختصاراً چند باتیں پیش کی جاتی ہیں تا کہ اصل مضمون چھ کلموں کے بارے میں صحیح طریقہ سے بات کو سمجھا جاسکے۔ بدمذہب بدعت کے بارے میں یہ بات کہتے ہیں کہ ''ہرنئ چیز بدعت ہے'' یا تھوڑا اضافہ کر کے یہ کہتے ہیں ''دین میں ہرنئ چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے'' اسی طرح کچھ تبدیلی کے ساتھ اس کو اس طرح بھی بیان کیا جاتا ہے ''جس چیز کا ثبوت قرآن وسنت میں نہیں وہ بدعت ہے'' لہٰذا بدعت کا صحیح مفہوم سمجھنا ضروری ہے بدعت کا لغوی مفہوم   بدعت عربی زبان کا لفظ ہے جو ''بدع'' سے مشتق ہے المنجد ص ۶۷ میں ہے [البدعۃ: وہ چیز جو بغیر کسی سابق مثال کے بنائی جائے مذہب میں نئی رسم، بَدُعَ: لاثانی ہونا، بے

مثال ہونا، بَدَعَ: کوئی شے ایجاد کرنا، کوئی چیز بغیر نمونہ کے بنانا ، ابتداء کرنا] جس طرح یہ کائنات عدم اور نیست تھی اور اس کو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی سابق مثال کے عدم سے وجود بخشا تو لغوی لحاظ سے یہ بھی بدعت کہلائی اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام بھی ''بدیع'' ہے اور اسی شان کی وضاحت اس آیت مقدسہ میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

[بدیع السمٰوٰت والارض۔۔۔۔] (سورۃ الانعام: آیت :۱۰۱) ترجمہ: یعنی اللہ ہی زمین و آسمان کا موجد ہے اسی طرح بدعت کے لغوی مفہوم کی وضاحت اس آیت مقدسہ سے بھی واضح ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے [قل ما کنت بدعا من الرسل] (سورۃ احقاف : آیت ۴۶) ترجمہ: یعنی آپ فرما دیجئے کہ میں کوئی انوکھا یا نیا رسول تو نہیں مندرجہ بالا قرآنی شہادتوں کی بناء پر یہ بات عیاں ہوگئی کہ کائنات کی تخلیق کا ہر نیا مرحلہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق بدعت

کہلاتا ہے جیسا کہ فتح المبین شرح اربعین نووی میں ابن
حجر مکی m بدعت کے لغوی مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں
[بدعت لغت میں اس نئے کام کو کہتے ہیں جس کی مثال پہلے موجود نہ
ہو جس طرح قرآن میں شان خداوندی کے بارے میں فرمایا گیا کہ
آسمان وزمین کا بغیر کسی مثال کے پہلی بار پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ
ہے] بدعت کے لغوی مفہوم کی وضاحت کے بعد اب ہم دیکھتے ہیں
کہ بدعت اصطلاح میں کس چیز کا نام ہے بدعت کا اصطلاحی
مفہوم اصطلاح شرع میں بدعت کا مفہوم واضح کرنے کے لئے ائمہ
فقہ وحدیث نے اس کی تعریف یوں کی ہے [ہر وہ نیا کام جس کی کوئی
اصل بالواسطہ یا بلاواسطہ نہ قرآن میں ہو اور نہ حدیث میں اور اسے
ضروریات دین سمجھ کر دین میں شامل کرلیا جائے] یاد رہے کہ
ضروریات دین سے مراد وہ امور ہیں جن میں کسی ایک چیز کا انکار

کرنے سے بندہ کافر ہو جاتا ہے ایسی بدعت کو بدعت سئیہ یا بدعت ضلالہ کہتے ہیں حضور a کے ارشاد مبارک ''کل بدعۃ ضلالۃ'' سے یہ ہی بدعت مراد ہے

کیا ہر نیا کام ناجائز ہے؟ ایسے نئے کام جن کی قرآن وسنت میں اصل موجود نہ ہو وہ اصل کے اعتبار سے بدعت ہی کہلائیں گے مگر یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا از روئے شریعت ہر نئے کام کو محض اس لئے ناجائز قرار دیا جائے کہ وہ نیا ہے؟ اگر شرعی اصولوں کا معیار یہی قرار دیا جائے تو پھر دین اسلام کی تعلیمات میں سے کم وبیش ستر فی صد حصہ ناجائز ٹھہرتا ہے کیونکہ اس کی مروجہ شکلیں اور بہت سارے دینی امور اور معاملات ایسی ہیت میں حضور a اور اس کے صحابہ کرام j کے دور میں نہ تھے بدعت کا مندرجہ بالا تصور یعنی ہر نئی چیز کو گمراہی پر محمول کرنا نہ صرف ایک شدید غلط فہمی ہے بلکہ ایک مغالطہ ہے علمی اور

فکری لحاظ سے باعث ندامت بھی اور خود دین اسلام کی کشادہ راہوں کو مسدود کر دینے کے مترادف بھی، بلکہ اپنی اصل میں یہ نقطہ نظر قابل صد افسوس بھی ہے کیونکہ اسی تصور کو حق سمجھ لیا جائے تو یہ عصر حاضر اور اس کے بعد ہونے والی علمی و سائنسی ترقی سے آنکھیں بند کر کے ملت اسلامیہ کو تمام اقوام کے مقابلے میں عاجز کر دینے کی سازش قرار پائے گی اور اس طریق پر عمل کرتے ہوئے بھلا ہم کیسے دین اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کرنے اور اسلامی تہذیب کو ثقافت و تمدن اور مذہبی اقدار اور نظام حیات میں بالاتری کی تمام کوششوں کو بارآور کر سکیں گے؟ اس لئے ضروری ہے کہ اس مغالطے کو ذہنوں سے دور کیا جائے اور بدعت کا حقیقی اور صحیح اسلامی تصور امت مسلمہ کی نئی نسل پر واضح کیا جائے تا کہ ہماری نئی نسل امت مسلمہ کی ترقی کا باعث بنے اور امت مسلمہ کو اس مایوسی کی کیفیت سے نکال سکے

بدعت کا حقیقی تصور احادیث کی روشنی میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا [من احدث فی أمرنا ہذا ما لیس فیہ فہو رد] یعنی جو اس دین میں کوئی ایسی بات پیدا کرے جو دین میں نہ ہو تو وہ رد ہے (۱) صحیح بخاری: ۳ / ۲۴۱ رقم ۲۶۹۷ (۲) صحیح مسلم: ۵ / ۱۳۲ رقم ۴۵۸۹ (۳) سنن ابوداؤد: ۴ / ۳۲۹ رقم ۴۶۰۸ (۴) سنن ابن ماجہ: ۱ / ۱۰ رقم ۱۴ (۵) مسند احمد: ۶ / ۲۷۰ رقم ۲۶۳ (۶) صحیح ابن حبان: ۱ / ۲۰۹ رقم ۲۷ (۷) مسند ابی یعلی: ۸ / ۷۰ رقم ۴۵۹۴ (۸) سنن دارقطنی: ۵ / ۴۰۳ رقم ۴۵۳۴ (۹) سنن الکبری بیہقی: ۱۰ / ۱۵۰ رقم ۲۱۰۴۱ (۱۰) مستخرج ابی عوانۃ: ۷ / ۲۹۲ رقم ۵۱۵۷ Y: اس کے سارے راوی قابل اعتماد اور سچے

ہیں اس لئے یہ روایت صحیح ہے اس حدیث میں لفظ ’’احدث‘‘ اور ’’ما لیس فیہ فھورد‘‘ قابل غور ہیں عرف عام میں ’’احدث‘‘ کا معنی دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کرنا اور لفظ ’’ما لیس فیہ‘‘ احدث کے مفہوم کی وضاحت کررہا ہے کہ ’’احدث‘‘ سے مراد ایسی نئی چیز ہوگی جو اس دین میں نہ ہو حدیث کے اس مفہوم سے ذہن میں ایک سوال ابھرتا ہے کہ اگر ’’احدث‘‘ سے مراد دین میں کوئی نئی چیز پیدا کرنا ہے تو پھر جب ایک چیز نئی ہی پیدا ہو رہی ہے تو پھر ’’ما لیس فیہ‘‘ کہنے کی ضرورت کیوں پیش آئی کیونکہ وہ اگر اس میں ہی سے تھی یعنی دین کا پہلے سے ہی حصہ تھی تو اسے نیا کہنے کی ضرورت ہی نہ تھی اور پھر اکثر اس موقعہ پر آیت مقدسہ [الیوم اکملت لکم دینکم] کا حوالہ بھی دیا جاتا ہے اس مغالطے کا جواب ملاحظہ ہو مغالطے کا ازالہ اور ’’فھورد‘‘ کا صحیح مفہوم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے [من عمل

عملاً لیس علیہ أمرنا فھورد] ترجمہ: جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا کوئی أمر (حکم) موجود نہیں تو وہ مردود ہے (۱) صحیح مسلم: ۵ / ۱۳۲ رقم ۴۵۹۰ (۲) صحیح بخاری: ۱ / ۱۳۲ (۳) مسند احمد بن حنبل: ۶ / ۱۸۰ رقم ۲۵۵۱۱ (۴) سنن دارقطنی: ۵ / ۴۰۶ رقم ۴۵۳۷ (۵) مسند الربیع بن حبیب: ۱ / ۳۹ رقم ۴۹ (۶) صحیح کنوز السنۃ النبویۃ: ۱ / ۲۵۲: اس کی سند صحیح ہے اس حدیث میں ''لیس علیہ أمرنا'' سے عام طور پر یہ مراد لیا جاتا ہے کہ کوئی کام خواہ نیک یا احسن ہی کیوں نہ ہو مثلاً عید میلا د النبی a یا ایصال ثواب وغیرہ اگر ان پر کوئی قرآن وسنت سے دلیل نہ ہو تو یہ بدعت ومردود ہے یہ مفہوم سراسر باطل ہے کیونکہ اگر یہ معنی لیا جائے کہ جس کام کے کرنے کا حکم قرآن وسنت میں موجود نہیں وہ بدعت ضلالہ ہے حرام ہے تو پھر مباحات کا تصور اسلام میں کیا باقی رہ جاتا

؟ کیونکہ مباح تو کہتے ہی اسے ہیں کہ جس کے کرنے یا نہ کرنے کا شریعت میں کوئی حکم موجود نہ ہو، لہٰذا حضرت عائشہ k کی پہلی روایت میں [من احدث فی أمرنا ہذا ما لیس فیہ فہورد] میں ''فہورد'' کا اطلاق نہ صرف ''ما لیس فیہ'' پر ہوتا ہے اور نہ فقط ''احدث'' پر بلکہ اس کا صحیح اطلاق اس صورت میں ہوگا جب یہ دونوں چیزیں جمع ہوں یعنی ''احدث'' اور ''ما لیس فیہ'' یعنی مردود فقط وہی عمل ہوگا جو نیا بھی ہو اور اس کی کوئی سابق مثال بھی شریعت میں نہ ملتی ہو اور اس کی دین میں کسی جہت سے بھی کوئی دلیل نہ بنتی ہو یا کسی جہت سے اس کا تعلق دین سے نہ نظر آتا ہو لہٰذا ان دلائل کی روشنی میں کسی بھی محدثہ ضلالہ ہونے کا ضابطہ دو شرائط کے ساتھ خاص ہے (۱) ایک یہ کہ دین میں اس کی کوئی اصل، مثال یا دلیل موجود نہ ہو (۲) دوسرا وہ محدثہ نہ صرف دین کے مخالف ومتضاد ہو، بلکہ دین کی نفی کرنے والا ہو مباح

(بدعت) کا قرآنی تصوراب اس کے بعد مباح بدعت کی قبولیت کا قرآنی تصور پیش خدمت ہے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ ضروری نہیں ہے کہ ہر بدعت قرآن وسنت کے خلاف ہو بلکہ بے شمار بدعات ایسی ہیں جو قرآن وسنت کے نہ منافی ہیں اور نہ ہی شریعت کی روح کے خلاف ہیں جیسا کہ قرآن نے رہبانیت کی بدعت کے بارے میں فرمایا دیکھئے سورت الحدید: آیت ۲۷ میں اگر ہر نیا کام براہوتا تو یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ بالکل اسی طرح مروجہ چھ کلمے بھی بدعت سیئہ یا بدعت ضلالہ نہیں ہیں بلکہ ان کی اصل شریعت میں موجود ہے اللہ تعالیٰ ایسے گمراہوں سے بچائے اب چھ کلموں کا ثبوت پیش خدمت ہے

پہلا کلمہ طیّبہ اور اس کا حدیث سے ثبوتپہلا کلمہ طیبہ یہ ہے [لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] اس بارے میں حضور a کا ارشاد مبارک ملاحظہ

فرمائیں [اخبرنا ابو عبداللہ الحافظ، حدثنا ابو العباس محمد بن
یعقوب، حدثنا محمد بن اسحاق، حدثنا یحییٰ بن صالح الوحاظی، حدثنا
اسحاق بن یحییٰ الکلبی، حدثنا الزہری، حدثنی سعید بن المسیب، أن أبا
ہریرة h أخبرہ عن النبی a قال: أنزل اللہ تعالیٰ فی کتابہ، فذکر قوما
استکبروا فقال: انہم کانوا اذا قیل لہم لا الہ الا اللہ یستکبرون، وقال
تعالیٰ اذ جعل الذین کفروا فی قلوبہم الحمیة حمیة الجاہلیة وأنزل اللہ سکینتہ
علی رسولہ وعلی المؤمنین وألزمہم کلمة التقوی وکانوا أحق بہا وأہلہا، وہی
[لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ] استکبر عنہا المشرکون یوم الحدیبیة یوم
کاتبہم رسول اللہ a فی قضیة المدة] ترجمہ: رسول اللہ a نے ارشاد
فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا تو تکبر کرنے والی قوم کا
ذکر فرمایا: یقیناً جب انہیں لا الہ الا اللہ کہا جاتا ہے تو وہ تکبر کرتے
ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب کفر کرنے والوں نے اپنے دلوں میں

جاہلیت والی ضد رکھی تو اللہ نے اپنا سکون واطمینان اپنے رسول اور مومنوں پر اتارا اور ان کے لیے کلمۃ التقوٰی کو لازم قرار دیا اور (وہ) اس کے اہل اور زیادہ مستحق تھے اور وہ (کلمۃ التقوٰی) ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' ہے حدیبیہ والے دن جب رسول اللہ a نے مدت (مقرر کرنے) والے فیصلے میں مشرکین نے اس کلمے سے تکبر کیا تھا (۱) الأسماء والصفات للبیہقی: ۱ / ۲۰۸ رقم ۱۹۴، ۱۹۵ (۲) الایمان لابن مندہ: ۱ / ۳۵۹ رقم ۱۹۹، ۲۰۰ (۳) الایماء الی زوائد الأمالی والأجزاء: ۶ / ۵۰۴ رقم ۶۰۱۸ (۴) مختصر تاریخ دمشق: ۸ / ۸۷ (۵) الدر المنثور للسیوطی: ۱۲ / ۴۰۱ (۶) تفسیر ابن ابی حاتم: ۱۰ / ۳۲۱۰ (۷) تفسیر الطبری: ۲۱ / ۳۰۸ رقم ۳۱۸۴۸ (۸) تفسیر قرطبی: ۱۵ / ۶/ ۷ (۹) فتح القدیر للشوکانی: ۶ / ۱۹۷ (۱۰) فتح البیان فی مقاصد القرآن:

۱۱ / ۳۸۲ تعارف رجال الحدیث (۱) ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی : امام ذہبی لکھتے ہیں ''ہوالحافظ العلامۃ ، الثبت ، الفقیہ ، شیخ الاسلام'' (سیر اعلام النبلاء : ۱۸ / ۱۶۳ رقم ۸۶) (۲) ابوعبداللہ الحافظ محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نعیم الحاکم : امام ذہبی لکھتے ہیں ''الامام ، الحافظ ، الناقد ، العلامۃ ، شیخ المحدثین'' (سیر اعلام النبلاء : ۱۷ / ۱۶۳ رقم ۱۰۰) مزید ان کا ترجمہ درج ذیل کتب میں ملاحظہ فرمائیں (۱) تاریخ بغداد: ۵ / ۴۷۳ (۲) میزان الاعتدال: ۳ / ۶۰۸ (۳) تذکرۃ الحفاظ: ۳ / ۷۰۰ رقم ۹۶۲ (۴) وفیات الاعیان: ۴ / ۲۸۰، ۲۸۱ (۵) البدایۃ والنہایۃ: ۱۱ / ۳۵۵ (۶) لسان المیزان: ۵ / ۲۳۲، ۲۳۳ (۷) شذرات الذہب: ۳ / ۱۷۶ (۸) طبقات السبکی: ۴ / ۱۵۵ (۳) ابوالعباس محمد بن

یعقوب الاصم النیسابوری: امام ذہبی لکھتے ہیں ''الامام، المحدث، مسند العصر، رحلۃ الوقت'' (سیر اعلام النبلاء: ۱۵ / ۴۵۲ رقم ۲۵۸) مزید ترجمہ درج ذیل کتب میں دیکھا جاسکتا ہے (۱) تاریخ دمشق: ۵۶ / ۲۸۷ (۲) تذکرۃ الحفاظ: ۳ / ۳۹۳ رقم ۸۳۵ (۳) شذرات الذہب: ۲ / ۳۷۳، ۳۷۴ (۴) البدایۃ والنہایۃ: ۱۱ / ۲۳۲ (۵) الوافی بالوفیات: ۵ / ۲۲۳ (۶) المنتظم: ۶ / ۳۸۶ (۴) ابوبکر محمد بن اسحاق بن جعفر الصاغانی: امام ذہبی لکھتے ہیں ''الامام، الحافظ، المجود، الحجۃ'' (سیر اعلام النبلاء: ۱۲ / ۵۹۳ رقم ۲۲۴) امام دارقطنی کہتے ہیں ''ثقۃ'' (سیر اعلام النبلاء: ۱۲ / ۵۹۴ رقم ۲۲۴) مزید ترجمہ درج ذیل کتب میں ملاحظہ فرمائیں (۱) تاریخ بغداد: ۱ / ۲۴۰، ۲۴۱ (۲) تہذیب التہذیب: ۹ / ۳۵ (۳) شذرات

الذہب: ۲/ ۱۶۰ (۴) المنتظم: ۵/ ۷۸ (۵) الجرح والتعدیل:
۷/ ۱۹۵، ۱۹۶ (۶) طبقات الحفاظ: ۲۵۶ (۷) الوافی بالوفیات:
۲/ ۱۹۵ (۸) تذہیب التہذیب: ۳/ ۱۸۳ (۵) ابوزکریا یحییٰ
بن صالح الوحاظی: امام ذہبی لکھتے ہیں ''الامام، العالم، الحافظ، الفقیہ''
(سیر اعلام النبلاء: ۱۰/ ۴۵۴ رقم ۱۵۰) امام یحییٰ بن معین
فرماتے ہیں ''ثقۃ'' (سیر اعلام النبلاء:
۱۰/ ۴۵۴ رقم ۱۵۰) مزید ترجمہ درج ذیل کتب میں ملاحظہ
فرمائیں (۱) تاریخ دمشق: ۱۲/ ۲۸۸ (۲) تاریخ الکبیر للبخاری:
۸/ ۲۸۲ (۳) تذکرۃ الحفاظ: ۱/ ۴۰۸ (۴) الکاشف:
۳/ ۲۵۸ (۵) تہذیب التہذیب: ۱۱/ ۲۲۹ (۶) شذرات
الذہب: ۲/ ۵۰ (۷) طبقات ابن سعد: ۷/ ۴۷۳
(۸) طبقات الحنابلہ: ۱/ ۴۰۲ (۶) اسحاق بن یحییٰ بن علقمۃ

الکلبی الحمصی: امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ''صدوق''
(تقریب التہذیب: ۱/۸۶ رقم ۳۹۱) مزید ترجمہ درج ذیل کتب
میں ملاحظہ فرمایئے (۱) تہذیب الکمال للمزی: ۲/۹۲ رقم ۳۹۰
(۲) تہذیب التہذیب: ۱/۲۵۵ (۳) الثقات لابن حبان:
۶/۹ رقم ۶۶۷۰ (۴) الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم:
۱/۴۰۶ (۵) سوالات الحاکم للدراقطنی: رقم ۲۸۰ (۷) ابوبکر محمد
بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ الزہری القرشی: علامہ ابن حجر عسقلانی
فرماتے ہیں ''الفقیہ، الحافظ متفق علی جلالتہ واتقانہ'' ''آپ فقیہ حافظ
اور آپ کی جلالت وثقاہت پر اتفاق ہے'' (تقریب
التہذیب: ۲/۱۳۳ رقم ۶۳۱۵) ان کا مزید ترجمہ درج ذیل کتب
میں دیکھا جاسکتا ہے (۱) سیر اعلام النبلاء: ۵/۳۲۶ رقم ۱۶۰
(۲) تذکرۃ الحفاظ: ۱/۱۰۸ (۳) التاریخ الکبیر: ۱/۲۲۰

(۴) تہذیب الاسماء: ۱ / ۹۰ (۵) تاریخ الاسلام للذہبی:
۵ / ۱۳۶ (۶) شذرات الذہب: ۱ / ۱۶۲ (۷) وفیات الاعیان:
۴ / ۱۷۷ (۸) تہذیب التہذیب: ۹ / ۴۴۵ (۸) سعید بن
المسیب بن حزن القرشی المخزومی: امام ذہبی فرماتے ہیں ''آپ
اپنے زمانے میں مدینہ میں اہل علم میں سے تھے اور تابعین کے سردار
تھے'' (سیر اعلام النبلاء: ۴ / ۲۱۷ رقم ۸۸) آپ کا شاندار
ترجمہ درج ذیل کتب میں دیکھ سکتے ہیں (۱) تقریب التہذیب:
۱ / ۳۶۴ رقم ۲۴۰۳ (۲) تذکرۃ الحفاظ: ۱ / ۵۱ (۳) البدایۃ
والنہایۃ: ۹ / ۹۹ (۴) شذرات الذہب: ۱ / ۱۰۲ (۵) تہذیب
التہذیب: ۴ / ۸۴ (۶) وفیات الاعیان:
۲ / ۳۸۵ (۷) تاریخ الاسلام للذہبی: ۴ / ۴ (۸) طبقات ابن
سعد: ۵ / ۱۱۹ (۱۰) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ: یہ مشہور صحابی

رسول ہیں اور تمام صحابہ عادل ہیں اس روایت کے تمام راوی سچے اور قابل اعتماد ہیں اس لئے یہ روایت صحیح ہے یہ کلمہ طیب صحیح حدیث سے ثابت ہے اور اس کو بدعت کہنے والا علم حدیث سے ناواقف ہے جیسا کہ پچھلے صفحات میں قارئین نے ملاحظہ فرمایا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ایسی گمراہیوں سے محفوظ فرمائے اور اہل سنت و جماعت کے راستے پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے دوسرا کلمہ شہادت کا ثبوت حدیث مبارکہ سے دوسرا کلمہ بھی حدیث سے ثابت ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے حضرت عبادہ بن صامت h سے روایت ہے کہ نبی a نے فرمایا [من شہد لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ، وأن محمداً عبدہٗ ورسولہ۔۔۔] ترجمہ: جس نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے اور بے شک محمد a اس کے بندے اور رسول ہیں (۱) صحیح بخاری: ۴/۲۰۱ رقم ۳۴۳۵

(۲) مسند احمد: ۵ / ۳۱۳ رقم ۲۲۷۲۲ (۳) السنۃ لابن أبی عاصم:
۲ / ۴۳۱ رقم ۸۸۹ (۴) شرح السنۃ للبغوی:
۱ / ۱۰۱ رقم ۵۴ (۵) مسند الشامین: ۱ / ۳۱۶ رقم ۵۵۵ (٦) صحیح ابن
حبان: ۱ / ۴۳۷ رقم ۲۰۷ (۷) مصنف عبد الرزاق:
۲ / ۵٦٦ رقم ۴۴۸۱ (۸) معجم المقری ء: ۲ / ۲۷۲ رقم
۷٦۴ (۹) الدعاء لابن فضیل: ص ۱۷۳ رقم ۱۳
(۱۰) حدیث أبی الفضل الزہری: ۱ / ۳۵۷ رقم ۳۵٦ (۱۱) حدیث
خیثمۃ: ص ۱۸۷ (۱۲) حلیۃ الاولیاء: ۵ / ۱۵۹ (۱۳) التمہید لما
فی المؤطا: ۲۳ / ۲۹۹ (۱۴) جامع العلوم والحکم: ۱ / ۲۰۹ اس کے
سارے راوی سچے ہیں اس لئے یہ سند صحیح ہے علماء کرام نے من شھد کو
اپنی جانب نسبت کرتے ہوئے ’’أشھد أن‘‘ کے الفاظ سے پڑھنا
شروع کر دیا جو کہ درست ہے لیکن اگر پھر بھی کسی کے دل میں یہ شبہ ہو

کہ وہ جو آپ الفاظ پڑھتے ہیں وہ ہی دکھائیں تو جناب وہ بھی الفاظ حدیث ہی ہیں لہٰذا وہ بھی پیش خدمت ہیحضرت عقبہ بن عامر الجھنی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ a نے ارشاد فرمایا[ثم قال أشھد أن لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ وأشھد أن محمدا عبدہٗ ورسولہٗ ۔۔۔۔۔] ترجمہ: پھر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں (۱) صحیح مسلم: ۱/ ۱۴۵ رقم ۵۷۷ (۲) سنن أبی داؤد: ۱/ ۲۰۷ رقم ۵۲۵ (۳) سنن ترمذی: ۱/ ۸۷ رقم ۵۵ (۴) سنن نسائی: ۲/ ۲۷ رقم ۱۱۷۳ (۵) سنن ابن ماجہ: ۱/ ۲۹۷ رقم ۴۶۹ (۶) مسند احمد بن حنبل: ۱/ ۱۹ رقم ۱۲۱ (۷) صحیح ابن حبان مع حواشی: ۴/ ۵۹۱ رقم ۱۶۹۳ (۸) مسند

البزار: ۳ / ۳۳۲ رقم ۱۱۳۰ (۹) مسند ابی یعلیٰ: ۱ / ۱۶۲ رقم ۱۸۰ (۱۰) سنن دار قطنی: ۲ / ۱۶۲ رقم ۱۳۳۰ (۱۱) سنن الکبریٰ للبیہقی: ۲ / ۱۴۴ ۲۹۵۴ (۱۲) مستخرج أبی عوانۃ: ۱ / ۳۰۶ رقم ۴۶۴ (۱۳) معجم الکبیر للطبرانی: ۶ / ۷۹ رقم ۶۰۴۸ (۱۴) الاحکام الشرعیۃ للاشبیلی: ۱ / ۴۸۰ (۱۵) موطاء امام محمد: ۱ / ۲۲۹ رقم ۱۴۶ (۱۶) شرح معانی الآثار للطحاوی: ۱ / ۲۶۵ رقم ۱۵۷۸: اس کے سارے راوی بھی سچے ہیں اس لئے یہ روایت بھی صحیح ہے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ''تشہد'' کی تعلیم دیتی ہوئی فرماتی ہیں کہو: [أشھد أن لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ وأشھد أن محمدا عبدہٗ ورسولہٗ ۔۔۔] ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول

ہیں (۱) مؤطا امام مالک روایۃ یحییٰ اللیثی : ص ۹۱ رقم ۲۰۵

(۲) شرح الزرقانی: ۱ / ۲۷۲ (۳) مسند الصحابۃ فی الکتب

التسعۃ: ۱۰ / a۹۵ ۱۴ ۴ ۳ تعارف رجال الحدیث ۱) a) مالک بن

انس بن مالک المدنی: آپ مشہور فقیہ اور امام مدینہ ہیں امام ذہبی

فرماتے ہیں [ہو شیخ الاسلام، حجۃ الامۃ ، امام دار الہجر ۃ]

(سیر اعلام النبلاء : ۸ / ۴۸ رقم ۱۰) امام مالک کا مزید شاندار ترجمہ

درج ذیل کتب میں ملاحظہ فرمائیں (۱) تذکرۃ الحفاظ : ۱ / ۲۰۷

(۲) تہذیب التہذیب : ۱۰ / ۵ (۳) التاریخ الکبیر: ۷ / ۳۱۰

(۴) البدایۃ والنہایۃ: ۱۰ / ۱۷۴ (۵) الکامل لابن الاثیر:

۶ / ۱۴۷ (۶) شذرات الذہب : ۲ / ۱۲ (۷) الکاشف:

۳ / ۱۱۲ (۸) تاریخ ابن معین: ۲ / ۵۴۳ (۲) عبدالرحمن بن

القاسم بن محمد بن ابی بکر : امام ذہبی فرماتے ہیں

[الامام، الثبت، الفقیہ] (سیر اعلام النبلاء:

۶/ ۵رقم ۱) ان کا مزید ترجمہ درج ذیل کتب میں ملاحظہ

فرمائیں (۱) تذکرۃ الحفاظ: ۱/ ۱۲۶ (۲) تہذیب التہذیب:

۶/ ۲۵۴ (۳) التاریخ الصغیر: ۱/ ۳۲۱ (۴) الجرح والتعدیل:

۵/ ۲۷۸ (۳) القاسم بن محمد بن ابی بکر: امام ذہبی فرماتے ہیں

[الحافظ، الحجۃ، عالم بالوقتہا لمدینۃ] (سیر اعلام النبلاء:

۵/ ۵۴رقم ۱۸) ان کا مزید ترجمہ درج ذیل کتب ملاحظہ

فرمائیں (۱) طبقات ابن سعد: ۵/ ۱۸۷ (۲) حلیۃ الاولیاء:

۲/ ۱۸۳ (۳) تہذیب الاسماء واللغات: ۲/ ۵۵ (۴) شذرات

الذہب: ۱/ ۱۳۵ (۵) تذکرۃ الحفاظ: ۱/ ۹۶ (۶) تہذیب

التہذیب: ۸/ ۳۲۳ (۷) وفیات الاعیان: ۴/ ۵۹ (۸) الجرح

والتعدیل: ۷/ ۱۱۸ (۴) حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

: آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں ام المؤمنین ہیں صحابیہ ہیں: اس کے سارے راوی سچے ہیں لہٰذا یہ روایت صحیح ہے تیسرا کلمہ تمجید کا ثبوت حدیث مبارکہ سے تیسرا کلمہ تمجید کے الفاظ یہ ہیں [[سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم] اس بارے میں حضور a ارشاد فرماتے ہیں یوں کہا کرو [سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم] ترجمہ: اللہ پاک ہے اور تمام خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو عالی شان اور عظمت والا ہے (۱) سنن ابو داؤد: ۱ / ۲۲۰ رقم ۸۳۲ مطبوعہ دار الفکر محقق محمد محی الدین عبد الحمید (۲) سنن ابن ماجہ: ۵ / ۳۴ رقم ۳۸۷۸ (۳) موطاء امام محمد:

۳ / ۵۱۳ رقم ۱۰۰۰ مطبوعہ دمشق (۴) أخبار مکۃ للفاکہی:

۱ / ۲۸۲ رقم ۵۷۵ تعارف رجال الحدیث (۱) امام ابوداؤد سلیمان

بن الأشعث بن اسحاق مصنف السنن: امام ابن حجر فرماتے ہیں

[ثقۃ، حافظ] (تقریب التہذیب:

۱ / ۳۸۲ رقم ۲۵۴۱) (۲) عثمان بن ابی شیبۃ ابراہیم بن عثمان

العبسی: امام ذہبی لکھتے ہیں کہ یحییٰ بن معین m فرماتے ہیں

[ثقۃ، مامون] (سیر اعلام النبلاء:

۱۱ / ۱۵۲ رقم ۵۸) (۳) وکیع بن الجراح بن ملیح بن عدی: امام ذہبی

فرماتے ہیں [الامام، الحافظ، محدث العراق] (سیر اعلام النبلاء:

۹ / ۱۴۱ رقم ۴۸) محمد بن سعد فرماتے ہیں [کان وکیع ثقۃ

، مامونا، عالیا، رفیعا، کثیر الحدیث، حجۃ] (سیر اعلام النبلاء:

۹ / ۱۴۵) (۴) ابوخالد الدالانی یزید بن عبد الرحمن الاسدی

الکوفی: امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں [لیس بہ بأس] اس میں کوئی حرج نہیں (تاریخ ابن معین للدارمی: ۱ / ۲۲۸ رقم ۸۸۰) ابو حاتم فرماتے ہیں [صدوق] امام احمد فرماتے ہیں [لا بأس بہ] (میزان الاعتدال: ۴ / ۲۳۴ رقم ۹۷۲۳) (۵) ابو اسماعیل ابراہیم بن عبدالرحمن السکسکی الکوفی: امام ابن حجر عسقلانیفر ماتے ہیں [صدوق] سچا ہے (تقریب التہذیب:

۱ / ۶۰ رقم ۲۰۴) (۶) حضرت عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ: یہ صحابی رسول ہیں اور سارے صحابی عادل ہیں اس کے سارے راوی سچے ہیں اور یہ روایت حسن ہے تھوڑے سے الفاظ کی تبدیلی سے یہی بات درج ذیل کتب میں موجود ہے وہ الفاظ یہ ہیں [سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ] (۱) سنن ابوداؤد:

۴ / ۷۴ رقم ۵۰۶۲ بتحقیق البانی (۲) سنن نسائی:

۲/۱۴۳ رقم ۹۲۴ بتحقیق البانی حسن (۳) مسند احمد:

۴/۳۵۶ رقم ۱۹۱۶۱ بتحقیق الأرناؤوط حسن (۴) مسند الطیالسی:

۲/۱۱۵۷ رقم ۸۵۱ (۵) سنن دارقطنی: ۲/۸۸ رقم ۱۱۹۵ (۶) سنن
الکبریٰ للبیہقی:

۲/۳۸۱ رقم ۴۱۴۸، ۴۱۴۹، ۴۸۵۳ (۷) معرفۃ السنن والآثار
للبیہقی: ۳/۳۲۶ رقم ۱۲۷۲ (۸) المنتخب من مسند عبد بن حمید:

۱/۱۸۶ رقم ۵۲۴ (۹) معجم الکبیر للطبرانی:

۹/۱۸ رقم ۱۰۲۱۲ (۱۰) معجم الاوسط للطبرانی: ۳/۲۳۷ رقم

۳۰۲۵ (۱۱) الاحکام الشرعیۃ للاشبیلی: ۲/۳۶۹ (۱۲) التوحید

لابن مندۃ: ۱/۲۴۸ رقم ۲۶۸ (۱۳) الجامع فی الحدیث لابن

وہب: ص ۲۹۱ رقم ۳۳۲ (۱۴) اخبار مکۃ للفاکہی:

۱/۲۸۱ رقم ۵۷۳ (۱۵) المستدرک للحاکم: ۱/۲۴۱ رقم

۸۸۰ (۱۶) شرح السنۃ للبغوی: ۳/ ۹ رقم ۵۵۳ (۱۷) شعب الایمان: ۲/ ۳۲ ۱رقم ۶۰۹ (۱۸) صحیح ابن حبان: ۵/ ۱۱۶رقم ۱۸۱۰ (۱۹) مصنف ابن ابی شیبۃ: ۱۰/ ۲۹۱رقم ۳۰۰۳۲ (۲۰) مختصر قیام اللیل للمروزی:

ص ۱۰۹ اچوتھا کلمہ توحید اور اس کا حدیث سے ثبوت چوتھا کلمہ توحید کے الفاظ یہ ہیں [لا الہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد یحیٖ ویمیت وھوحی لا یموت ُ ابدا ابداط ذوالجلال والاکرامط ، بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شی ءقدیر] چوتھے کلمے کے الفاظ بھی حدیث سے ثابت ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں [قال من دخل السوق فقال لا الہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد یحیٖ ویمیت وھوحی لا یموت بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شی ءقدیر، کتب اللہ لہٗ ألف ألف حسنۃ ومحا عنہ ألف ألف سیئۃ ورفع لہ ألف ألف درجۃ] ترجمہ:

جو شخص بازار میں داخل ہو تو یہ کلمات کہے "لا الہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ

لہ الملک ولہ الحمد یحیٖ ویمیت وہوحی لا یموت بیدہ الخیر وہو علیٰ کل شیء

قدیر" اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس سے

دس لاکھ برائیاں مٹائی جاتی ہیں اور اس کے دس لاکھ درجات بلند کیے

جاتے ہیں (۱) جامع ترمذی: ۵ / ۴۹۱ رقم ۳۴۲۸ قال البانی حسن

(۲) مسند البزار: ۳ / ۲۶۰ رقم ۱۰۵۱ (۳) مسند الطیالسی:

۱ / ۱۴ رقم ۱۲ (۴) المنتخب من مسند عبد بن حمید:

۱ / ۳۹ رقم ۲۸ (۵) أخبار مکۃ للفاکہی: ۴ / ۵۷ رقم ۲۳۸۷

(۶) الدعاء للطبرانی: ص ۲۵۱ رقم ۷۸۹ (۷) المستدرک للحاکم:

۱ / ۵۳۸ رقم ۱۹۷۴ (۸) سنن دارمی:

۲ / ۳۷۹ رقم ۲۶۹۲ (۹) شرح السنۃ للبغوی: ۵ / ۱۳۲ رقم ۱۳۳۸

(۱۰) أمالی ابن بشران: ۲ / ۱۴۴ رقم ۷۰۶ (۱۱) کتاب الآثار

لابی یوسف: ص ۱۴۱ رقم ۲۱۵ (۱۲) الاحادیث

المختارۃ للضیاء المقدسی: ۱ / ۱۱۴ رقم ۱۸۷ (۱۳) الاسماء الصفات

للبیہقی: ۱ / ۲۲۷ رقم ۲۱۱ (۱۴) الفوائد لتمام الرازی:

۲ / ۱۵۵ رقم ۱۴۰۹ (۱۵) الکنی والاسماء للدولابی: ۴ / ۲۹۱ رقم ۹۱۴

(۱۶) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ۱۰ / ۵۴ رقم ۱۶۹۳۱ (۱۷) صحیح کنوز

السنۃ النبویۃ: ۱ / ۱۴ رقم ۱۷ (۱۸) کنز العمال:

۴ / ۲۷ رقم ۹۳۲۷Y: یہ روایت حسن ہے اس کے علاوہ ”ابدا ابدا“

کے الفاظ بھی حدیث سے ثابت ہیں دیکھئے [قال قیس وقول رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابدا ابدا] (۱) مسند ابی یعلی:

۱ / ۲۱۴ رقم ۹۱۲ (۲) معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم:

۱۶ / ۲۷۷ رقم ۵۱۵۱ (۳) مجمع الزوائد: ۳ / ۱۱۶ رقم ۴۴۵۴

(۴) مطالب العالیۃ للابن حجر: ۶ / ۲۰۹ رقم ۲۰۹۷ (۵) أسد

الغابة: ۲ / ۴۲۴ (٦) روضة المحدثین: ۱۲ / ۱۱۱ رقم ۱۵٦۱۱ اسی طرح ''ذوالجلال والاکرام'' کے الفاظ بھی قرآن وسنت سے ثابت ہیں دیکھئے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے [ذوالجلال والاکرام] (۱) سنن ابن ماجہ: ۵ / ۲٦ رقم ۳۸۵۸ (۲) المعجم الکبیر للطبرانی: ۵ / ۱ رقم ۴۵۸۸ (۳) التوحید لابن مندۃ: ۱ / ۲۷۸ رقم ۳۰۹ (۴) مصنف ابن ابی شیبۃ: ۱۰ / ۲۷۲ رقم ۲۹۹۷۴ (۵) معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم: ۸ / ۱٦٦ رقم ۷۲۵۳ (٦) المستدرک للحاکم: ۱ / ۵۰۴ رقم ۱۸۵۷ پانچواں کلمہ استغفار کا ثبوت پانچواں کلمہ استغفار جو ہم پڑھتے ہیں اس کے الفاظ یہ ہیں [استغفر اللہ ربی من کل ذنب اذنبتہٗ عمدًا اَوخطاءً سرا اَوعلانیۃً وّاتوب الیہ من الذنب الذی اعلم ومن الذنب الذی لا اعلم انک انت علام الغیوب وستار العیوب

وغفار الذنوب ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم] ترجمہ: میں اللہ

تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں جو میرا پروردگار ہے ہر گناہ سے جو میں

نے کیا جان بوجھ کر یا بھول کر در پردہ یا کھلم کھلا اور میں توبہ کرتا ہوں

اس کے حضور میں اس گناہ سے جو مجھے معلوم ہے اور اس گناہ سے جو

مجھے معلوم نہیں بے شک تو غیبوں کا جاننے والا ہے اور عیبوں کا

چھپانے والا ہے اور گناہوں کا بخشنے والا ہے اور گناہوں سے بچنے کی

طاقت اور نیک کام کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو عالیشان اور

عظمت والا ہے چنانچہ اس کلمہ میں کون سی ایسی چیز ہے جو خرابی والی

ہے کیا اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا غلط ہے؟ کیا یہ بھی

بدعت ہے؟ اور کیا یہ بات اپنے بچوں کو سکھانا بھی غلط ہے؟ جبکہ سید

الاستغفار کا ذکر بھی حدیث شریف میں ہے [حدثنی شداد بن اوس، عن

النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الاستغفار أن تقول اللھم انت ربی لا الہ

الامانت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔] (۱) صحیح بخاری: ۸ / ۸۳ رقم

۶۳۰۶ مطبوعہ قاہرہ (۲) سنن الکبریٰ للنسائی:

۹ / ۲۱۶ رقم ۱۰۳۴۱ (۳) معجم الکبیر للطبرانی: ۶ / ۹۴۹ رقم ۷۰۲۶

(۴) المعجم الاوسط: ۱ / ۳۰۲ رقم ۱۰۱۴ (۵) الدعاء للطبرانی:

ص ۱۱۹ رقم ۳۱۵ چھٹا کلمہ رد کفر کا ثبوت چھٹے کلمے میں بھی اللہ کی پناہ مانگی جاتی ہے اور گناہوں سے توبہ کی جاتی ہے چاہے وہ اس گناہ کے بارے میں علم رکھتا ہو یا نہیں اسی طرح بدعت، چغلی، کفر وشرک، بے حیائی کے کاموں سے اور تہمت لگانے سے اور ہر قسم کی نافرمانیوں سے معافی مانگتا ہے اور پھر تجدید ایمان کرتا ہے یعنی کلمہ [لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ] پڑھتا ہے تو بتایئے ان میں کون سی ایسی بات ہے جو قرآن وسنت سے ثابت نہ ہو یا جس کی دین میں اصل موجود نہ ہو یہ سب سلف صالحین کے طریقہ پر ہی عمل ہے لہٰذا اس کو رد کرنا خود

بدعت ضلالہ ہے اللہ تعالیٰ نے جا بجا توبہ کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور توبہ سے انکار کفر ہے اس کلمہ میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنے کا ہی بیان ہے اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے [یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ۔۔] ترجمہ: اے ایمان والوں بہت سے گمانوں سے بچو بیشک کچھ گمان گناہ ہیں (سورۃ الحجرات: ۱۲) اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں [ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث] ترجمہ: گمان سے دور رہو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے V:1) صحیح بخاری: ۷ / ۲۴ رقم ۵۱۴۳ (۲) صحیح مسلم: ۸ / ۱۰ رقم ۶۷۰۱ (۳) موطاء امام مالک: ۲ / ۹۰۷ رقم ۱۶۱۶ (۴) سنن ابوداؤد: ۴ / ۲۳۴ رقم ۴۹۱۹ لہذا مسلمانوں کے معاملات کے بارے میں بدگمانی سے بچنا چاہیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ حق واضح

ہو جانے کے بعد اس کو قبول کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور اس رسالے کو اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے میرے والدین، میرے اساتذہ کرام، مجھے، میری بیوی بچوں اور میرے بہن بھائیوں اور دوستوں کو ایمان پر سلامت رکھے اور ایمان پر ہی موت عطاء فرمائے

آمین   ابو اسامہ ظفر القادری بکھروی   مورخہ:

4 دسمبر 2013 بوقت شام سات بج کر ۱۴ منٹو ما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

مصنف کے شائع ہونے والے تحقیقی شاہکار (۱) ائمہ مجتہدین کے درمیان اختلافات کی وجوہات (۲) فقہ حنفی پر اعتراضات کی حقیقت (۳) مکمل مسنون نماز احادیث کی روشنی میں رابطے کے لئے

فون نمبر: 7519992.0344

7519992.0344